قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 25 مارچ 2021ء | 11 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:73

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مہمان نوازی

حضرت ابوشریحؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزّت کرے اور ایک دن رات سے تین دن رات تک اُسے مہمان رکھے۔ اگر اس سے زائد عرصہ مہمان اس کے پاس ٹھہرتا ہے اور وہ اس کی مہمان نوازی کرتا ہے تو یہ اس کی طرف سے صدقہ اور نیکی کی بات ہوتی ہے اور مہمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ (بلا اجازت) اس کے ہاں ٹھہرا رہے اور میزبان کو تکلیف میں ڈالے۔

(ابوداؤد کتاب الاطعمة باب فی الضیافة)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

اکرام ضیف کے واقعات

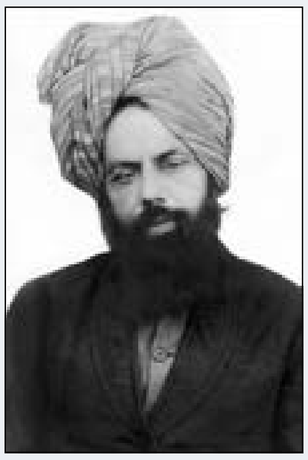

ایک ہندو حضرت اقدس کے حضور حاضر ہوا۔ کیونکہ ہندوؤں کا ایک خاص مزاج ہوتا ہے اور کھانے پینے کا بھی اپنا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ہندو مہمان کے لئے خاص انتظام کرنا پڑا اور وہ انتظام چونکہ دوسروں کے ہاں کرانا ہوتا تھا اس لئے ظاہر میں اس کی مشکلات بھی ہوتی تھیں۔ تو اس موقعے پہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا پورا اہتمام فرماتے تھے۔ جب وہ آیا اور آپ سے ملاقات کی تو آپؑ نے فرمایا یہ ہمارا مہمان ہے، اس کے کھانے کا انتظام بہت جلد کر دینا چاہئے۔ ایک شخص کو خاص طور پر حکم دیا کہ ایک ہندو کے گھر اس کے لئے بندوست کیا جاوے۔

(ملخص از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ جلد اول صفحہ 135)

حضرت سید حبیب اللہ صاحب حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اطلاع دی تو حضورؑ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ ’’آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے۔ اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آ گیا ہوں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 163۔ ایڈیشن 1988ء)

ایک روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مغرب کی نماز کے بعد مجلس میں بیٹھے تو میر صاحب نے عبد الصمد صاحب آمدہ از کشمیر کو آگے بلا کر حضور کے قدموں میں جگہ دی اور حضرت اقدسؑ سے عرض کیا کہ ان کو یہاں ایک تکلیف ہے کہ یہ چاولوں کے عادی ہیں اور یہاں روٹی ملتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَآ اَنَا مِنَ الۡمُتَکَلِّفِیۡنَ۔ ہمارے مہمانوں میں سے جو تکلف کرتا ہے اسے تکلیف ہوتی ہے اس لئے جو ضرورت ہو کہہ دیا کرو۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کے لئے چاول پکوا دیا کرو۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 482 ایڈیشن 1988ء)

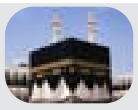

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰہِیۡمَ بِالۡبُشۡرٰی قَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنۡ جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِیۡذٍ (ھود:70)

ترجمہ: اور یقیناً ابراہیم کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے سلام کہا، اس نے بھی سلام کہا اور ذرا دیر نہ کی کہ ان کے پاس ایک بُھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

قرآن کریم نے ہمیں یہ سنہری اصول بتا دیا کہ یہ مہمان نوازی، خدمت کا جذبہ اور جوش اس وقت پیدا ہو گا جب تم دلوں میں محبت پیدا کرو گے۔ اور جب یہ محبت تمہارے دلوں میں پیدا ہو جائے گی تو پھر تم اپنے آرام پر، اپنی ضروریات پر، اپنی خواہشات پر، ان دور سے آنے والوں کی ضروریات کو مقدم کرو گے اور ان کو فوقیت دو گے۔ اور اگر اس جذبے کے تحت خدمت کرو گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم فلاح پا گئے، تم کامیاب ہو گئے۔ اور خاص طور پر ان مہمانوں کے لئے اپنے ان اعلیٰ جذبات کا اظہار کرو گے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں تو پھر تم یقیناً اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مستحق ٹھہرو گے۔ مہمان نوازی تو نبیوں اور نبیوں کے ماننے والوں کا ایک خاص شیوہ ہے۔ دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی مہمان نوازی کو دیکھتے ہوئے فوراً اس وقت آنے والوں سے یہ نہیں پوچھا کہ تم کھانا کھاؤ گے کہ نہیں، ایک بچھڑا ذبح کر دیا اور حضرت خدیجہؓ نے بھی پہلی وحی کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھبراہٹ ہوئی تو اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بھی حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا کہ فکر نہ کریں خدا تعالیٰ آپؐ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا کیونکہ آپؐ میں مہمان نوازی کا وصف بھی انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں آپؐ کے اس اعلیٰ خلق کو اختیار کریں اور آپؐ کے عاشق صادق کے مہمانوں کی خدمت میں جلسے کے ان دنوں میں خاص طور پر کمر بستہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے پیار کے وارث بنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایمان کی یہ نشانی بتائی ہے کہ سچا مومن وہی ہے جو اپنے مہمان کی مہمان نوازی کا حق ادا کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بقیہ صفحہ 8 پر

اس شمارہ میں

- آثار محبت (منظوم)
- تعارف سورۃ القمر و سورۃ الرحمٰن
- حضرت ڈاکٹر سید غلام دستگیر صاحب رضی اللہ عنہ
- صحابیاتؓ کا حیا سے متعلق مثالی کردار ہمارے لیے مشعل راہ ہے

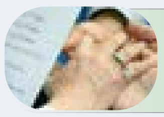

دربارِ خلافت

پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دلائی کہ یہ طعن و تشنیع جو دشمن کرتا ہے وہ تو ہونی ہے، آپ صبر کے ساتھ اسے برداشت کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

بہرحال اس ساری تمہید سے یا بیان سے میرا مقصد آپؐ کے بلند مقام کو بیان کرنا ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے بے شمار معجزات ہمیں روایات میں ملتے ہیں جن سے آپؐ کے مرتبہ اور خدا تعالیٰ کے آپ سے خاص سلوک کا پتہ چلتا ہے جس کی مثالیں پہلے کبھی نہیں ملتیں، لیکن ان سب باتوں کے باوجود کافروں کے اس مطالبے پر جو انہوں نے آپ سے کیا کہ ہمارے سامنے آپ آسمان پر چڑھیں اور کتاب لے کر آئیں جسے ہم پڑھیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ ہَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا (بنی اسرائیل: 94)۔ ان کو کہہ دے کہ میرا ربّ ان باتوں سے پاک ہے۔ مَیں تو صرف ایک بشر رسول ہوں۔ پس آپ کا مقام گو سب انسانوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ آپ انسانِ کامل ہیں، لیکن جہاں تک بشر رسول ہونے کا سوال ہے، آپ ﷺ سے بھی خدا تعالیٰ نے وہی سلوک فرمایا جو باقی رسولوں سے فرمایا۔ یعنی جہاں، جس طرح باقی رسولوں کی اُن کی قوموں نے مخالفت کی، آپ سے بھی کی اور آپ کیونکہ تمام زمانوں اور تمام قوموں کے لئے ہیں اس لئے آپ کی مخالفت اُس زمانہ میں آپ کی زندگی میں بھی کی گئی اور اب بھی کی جارہی ہے اور کی جاتی رہے گی۔ باقی انبیاء کا بھی استہزاء ہوا تو آپ کا بھی استہزاء ہوا اور کیا جا رہا ہے۔ لیکن سعید فطرت لوگ پہلے بھی انبیاء کو مانتے رہے۔ آپؐ کو بھی آپؐ کے زمانہ میں مانا بلکہ سب سے زیادہ مانا بلکہ آپ کی زندگی میں عرب میں پھیلا اور عرب سے باہر قریب کے علاقوں تک اسلام پھیل گیا۔ اور پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ تمام دنیا میں پھیل گیا اور آج تک پھیلتا چلا جارہا ہے اور ایک وقت آئے گا جب دنیا کی اکثریت اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمّہ تبلیغ کا کام اللہ تعالیٰ نے لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ (المائدۃ: 68) تیرے ربّ کی طرف سے جو کلام تجھ پر اتارا گیا ہے، اسے لوگوں تک پہنچا۔ پس آپ نے حسن و احسان سے، پیار سے، عفو سے، صبر سے، دعائیں کرتے ہوئے یہ پیغام پہنچایا۔ غیر تو خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام لگاتے ہی ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا لیکن بعض مسلمان علماء، یا علماء کہلانے والے بھی یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ اسلام جنگوں کے ذریعہ سے پھیلا۔ حالانکہ ہجرت کے بعد جب مکّہ سے مدینہ ہجرت ہوئی ہے اور پھر جب اگلے سال میں جنگِ بدر ہوئی ہے تو اس کے بعد صلح حدیبیہ تک مختلف جنگیں ہوتی رہیں، جس میں زیادہ سے زیادہ جنگِ احزاب میں مسلمان شریک ہوئے تھے اور اُن کی تعداد تین ہزار تک تھی۔ صلح حدیبیہ کے وقت پندرہ سو افراد کا قافلہ تھا جو آپ کے ساتھ مکّہ گیا تھا۔ صلح حدیبیہ تک یہ تقریباً پانچ سال کا عرصہ بنتا ہے۔ لیکن صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک پونے دو سال میں جو لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکّہ گیا، اُس کی تعداد دس ہزار تھی۔ پس یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ امن کے جو دو سال تھے، ان میں اسلام زیادہ پھیلا ہے۔ اسی طرح امن اور پیار کی تبلیغ کے بہت سے واقعات ہیں۔ عفو کے بہت سے واقعات ہیں جس نے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو، درگزر اور شفقت کے سلوک کے واقعات گزشتہ خطبات میں بھی مَیں بیان کر چکا ہوں۔ آپؐ نے یہ سب کیوں کیا؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ یہ آپؐ نے کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ بے شک یہ میرا پیارا ترین ہے اور قریب ترین ہے مگر انبیاء سے لوگوں کے سلوک کا جو طریق چلا آرہا ہے وہ اس سے بھی ہوگا۔ آپؐ کو فرمایا اے نبی! تجھ سے بھی (ایسا) ہوگا لیکن تُو نے صبر، تحمل، برداشت، عفو، مستقل مزاجی سے تبلیغ کا یہ کام کرتے چلے جانا ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی جنگ ٹھونسے، حتی الوسع سختی سے پرہیز کرنا ہے۔ ہرزہ سرائیوں پر، بیہودہ گوئیوں پر، ایذاء دہی پر صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھاتے چلے جانا ہے کہ اسلام کا محبت اور امن کا پیغام اسی طرح پھیلنا ہے۔ قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ نے ان سب باتوں کو کس طرح بیان فرمایا ہے اور کیا نصیحت فرمائی ہے؟ وہ مَیں بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ قٓ میں فرماتا ہے کہ فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ الۡغُرُوۡبِ (سورۃ ق: 40) پس صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں اور اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر، سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب سے پہلے بھی۔

پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دلائی کہ یہ طعن و تشنیع جو دشمن کرتا ہے وہ تو ہونی ہے، آپ صبر بقیہ صفحہ 8 پر

آثارِ محبت

دل جس کا ہوا حامل اسرار محبت
چہرے پہ برسنے لگے انوار محبت

لائے نہ اگر لب پہ بھی گفتار محبت
آنکھوں سے عیاں ہوتے ہیں آثار محبت

یہ جوش دبانے سے ابھرتا ہے زیادہ
مجبور ہے مجبور ہے سرشار محبت

یہ درد کبھی راز نہاں رہ نہیں سکتا
گو ضبط بھی کرتا رہے بیمار محبت

پوچھے دل عشاق سے کوئی کہ یہ کیا ہے
کس لطف کی دیتا ہے کھٹک خار محبت

اس صاحب آزار کی راحت ہے اسی میں
بن جائے ہر اک زخم نمک خوار محبت

ہر دم دل بیمار کو رہتی ہے تمنا
کچھ اور بڑھے شدت آزار محبت

کلام صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ
(درعدن)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعۡتُ وَبِکَ آمَنۡتُ وَلَکَ أَسۡلَمۡتُ وَعَلَیۡکَ تَوَکَّلۡتُ أَنۡتَ رَبِّیۡ خَشَعَ سَمۡعِیۡ وَبَصَرِیۡ وَدَمِیۡ وَلَحۡمِیۡ وَعَظۡمِیۡ وَعَصَبِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالِمِیۡنَ

(سنن نسائی کِتَابُ التَّطۡبِیۡقِ نَوۡعٌ آخَرُ حدیث:۱۰۵۲)

ترجمہ: ’’اے اللہ! میں تیرے سامنے جھکتا ہوں، تجھ پر ایمان لاتا ہوں، اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور تجھی پر توکل کرتا ہوں۔ تو میرا رب ہے۔ میرے کان، آنکھیں، خون، گوشت، ہڈیاں اور اعصاب اللہ عزوجل کے سامنے عجز و نیاز ظاہر کرتے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔‘‘

یہ پیارے رسول خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی نماز کی حالت میں رکوع کی دعا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ رکوع اور سجدہ میں مندرجہ ذیل دعا بھی پڑھا کرتے تھے۔

سُبُّوۡحٌ قُدُّوۡسٌ رَبُّ الۡمَلَائِکَۃِ وَالرُّوۡحِ

(سنن نسائی کِتَابُ التَّطۡبِیۡقِ نَوۡعٌ آخَرُ مِنۡہُ حدیث:۱۰۴۹)

ترجمہ: بہت تسبیح کے لائق، بہت پاکیزگی والا۔ فرشتوں اور روح (جبریل امین) کا رب۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

ابو سلطان

تعارف سورۃ القمر (54 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 56 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورت اپنی سابقہ سورۃ (النجم) کے ساتھ ہی نازل ہوئی، جو نبوت کے پانچویں سال میں نازل ہوئی تھی۔سورۃ نجم کا اختتام اس بیان پر ہوا تھا کہ کفار کی تباہی کا وقت نزدیک آ پہنچا ہے اور موجودہ سورت اس ذکر سے شروع ہوتی ہے کہ ان کے خوف کا وقت آ چکا ہے اور ان کے دروازوں پر کھڑا ہے۔ یہ ان سات قرآنی سورتوں کے گروپ کی پانچویں سورت ہے جو سورۃ ق سے شروع ہوکرسورۃالواقعہ پر ختم ہوتی ہیں۔ یہ سب سورتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے آغاز میں نازل ہوئیں اور بنیادی اسلامی عقائد پر روشنی ڈالتی ہیں یعنی ہستی اور توحید باری تعالیٰ، قیامت اور وحی والہام اور قوانینِ فطرت ،انسانی عقل، شعور اور گزشتہ انبیاء کی تاریخ پر جو ان نظریات کی حقیقت کے لئے بطور دلیل کے ہیں۔بعض سورتوں میں ان میں سے کسی خاص پہلو پر زور دیا گیا ہے اور اسی پہلو کو بنیاد بنا کر دوسرے دلائل کو بھی ثابت کیا گیا ہے۔

موجودہ سورۃ میں آنحضرت ﷺ کے الٰہی دعویٰ اور قیامت کو گزشتہ انبیاء کی تاریخ کے آئینہ میں بیان کیا گیا ہے، خاص طور پر قومِ نوح، قوم عاد، ثمود اور قوم لوط (جو الٰہی عذاب کا نشانہ بنے)۔اپنے اختتام پر یہ سورۃ عرب کے بدوؤں کی تباہی کے متعلق ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کا پرتحدی بیان کرتی ہے جن کے بارے میں ایک تنبیہ گزشتہ سورۃ کی آیت نمبر (58) میں بیان ہوئی تھی۔

ابو سلطان

تعارف سورۃ الرحمٰن (55 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 79 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

سورتوں کے اس خاص گروپ کی چھٹی سورت ہونے کے حوالہ سے جو سورۃ ق سے شروع ہو کر سورۃ الواقعہ پر ختم ہوتا ہے اور جو سورتیں کم و بیش مکہ میں، ایک ہی وقت میں نازل ہوئیں یعنی نبوت کے ابتدائی سالوں میں۔ اس سورۃ کی اس گروپ کی باقی سورتوں کے مضامین سے بہت زیادہ مشابہت ہے اور انہی کی طرح اسلام کے بنیادی عقائد پر روشنی ڈالتی ہے جن میں صفات باری تعالیٰ، توحید باری تعالیٰ، قیامت اور وحی و الہام وغیرہ شامل ہیں۔

سورۃ القمر میں گزشتہ انبیاء کی قوموں کی چند مثالیں دی گئی تھیں جن سے عرب لوگ خوب واقف تھے اور جنہیں الٰہی پیغام کو جھٹلانے کی وجہ سے سزا دی گئی تھی اور پھر قریش کے بدوؤں سے استفسار کیا گیا ہے کہ کیا وہ ان قوموں کے بد انجام سے سبق حاصل نہیں کریں گے اور قرآنی پیغام کو قبول نہیں کریں گے؟ جو (قرآنی تعلیم) سمجھنے اور عمل کرنے کے اعتبار سے بہت آسان ہے۔ اسی طرح یہ سورۃ موجودہ قرآنی وحی کے نزول کی وجوہات بھی بیان کرتی ہے۔

مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کا آغاز الرحمٰن کی صفت الٰہی سے ہوا ہے۔ یہ بتانے کے لیے کہ کائنات کی تخلیق کے بعد خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا جو جملہ مخلوق سے اعلیٰ اور ارفع تھا اور انسان کی تخلیق خدائی صفت رحمانیت کے نتیجہ میں ہوئی۔ انسان کی تخلیق کے بعد خدا نے اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ اپنا آپ اس پر ظاہر کیا کیونکہ وہ اپنی تخلیق کے اعلیٰ مقصد کا حصول خدائی وحی اور راہنمائی کے بغیر نہیں کرسکتا تھا۔ نبوت کے تمام کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں مجتمع ہو گئے جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا جو آخری الٰہی صحیفہ تھا جو جملہ انسانیت کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہے۔ مگر خدا نے انسان پر انعامات اس کی تخلیق کے ساتھ ہی ختم نہیں کر دئے بلکہ خدا نے جملہ کائنات کو اس کا تابع کر دیا۔ جملہ ستاروں اور سیاروں کے ساتھ، ایسا ہی زمین اپنے جملہ خزائن کے ساتھ ، گہرے سمندر اور بلند و بالا پہاڑ، یہ سب انسان کی خاطر تخلیق کیے گئے ہیں۔سب سے بڑھ کر خدا نے انسان کو غیر معمولی عقل اور اچھے اور برے کی تمیز کا ایسا ہنر دیا ہے کہ اچھے راستے پر چل کر وہ خدا کی ہدایت پر عمل پیرا ہوسکتا ہے اور یوں اپنی تخلیق کے مقصد کو حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن انسان ایسا کمزور واقع ہوا ہے کہ بجائے اس کے کہ روحانی ترقی کی شاہراہوں سے فائدہ اٹھائے جو اس کے لئے رحمٰن اور رحیم خدا کے فضلوں نے کھولے ہیں اپنے تکبر اور دھوکہ میں وہ خدائی قوانین کو پامال کرتا اور نتیجۃً خدا کی ناراضگی مول لے لیتا ہے۔ الٰہی قوانین کی نافرمانی جیسا کہ اس سورت میں اشارہ دیا گیا ہے کسی وقت خدا کی سخت ناراضگی کا روپ دھار لے گی (جو عنقریب ظاہر ہونے والی ہے) اور پھر انسان کو ایسی سخت تباہی کا سامنا ہوگا کہ اس سے پہلے اس کا نمونہ کسی نے نہیں دیکھا۔ تاہم مجرموں اور خطا کاروں کو ملنے والا عذاب بہت سخت اور ہولناک ہوگا اور ظلمت اور بت پرستی کے زمانے میں تقویٰ اختیار کرنے والوں کو جو خدائی انعامات ملیں گے وہ بھی اس دنیاوی لذت سے بہت بڑھ کر اور بے حساب ہوں گے۔ یوں خدائی عذاب اور افضال دونوں یہ بات ثابت کر دیں گے کہ خدا عذاب دینے میں بہت سخت ہے اور عزت اور مرتبہ عطا کرنا بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس سورت کے مضامین کا تعلق خاص طور پر ایسے زمانہ سے ہے جب طاقت اور جاہ و جلال میں مغربی اقوام اپنے عروج پر ہوں گی۔

☆ … ☆ … ☆

از غلام مصباح بلوچ

حضرت ڈاکٹر سید غلام دستگیر صاحب رضی اللہ عنہ

آف راہوں ضلع جالندھر

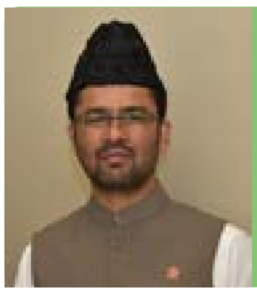

حضرت ڈاکٹر سید غلام دستگیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ ولد حضرت سید علی محمد شاہ صاحب راہوں ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے، آپ نے میڈیکل کی تعلیم حاصل کی جس کے بعد برما میں ایک ملٹری ہسپتال میں بطور ہاسپٹل اسسٹنٹ ملازمت کی۔ آپ نے اپنے خاندان میں سب سے پہلے قبول احمدیت کی توفیق پائی، بیعت کرنے پر آپ کے بڑے بھائی حضرت سید محمد اشرف صاحب نے آپ کی بہت مخالفت کی، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک جگہ بیان کرتے ہیں:

’’مجھے یاد ہے 1905ء میں میری آنکھوں میں ککرے پڑے ہوئے تھے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے علاج کے لیے لاہور بھجوا دیا جہاں میرے کئی آپریشن ہوئے۔ میر محمد اسماعیل صاحب اُن دنوں وہاں ہاؤس سرجن تھے، میر صاحب کو رہنے کے لیے جو جگہ ملی تھی اُس کے ساتھ ایک نوکر خانہ تھا، اُس نوکر خانہ میں ایک آدمی آتا جاتا تھا، شام کو آتا اور صبح کو چلا جاتا تھا۔ میں نے میر صاحب سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو انھوں نے مجھے بتایا کہ ان کا نام غلام دستگیر ہے، ڈاکٹری میں پڑھتے ہیں، یہاں رہتے ہیں اور یہیں کھانا پکاتے ہیں، ان کے بھائی سخت مخالف ہیں اس لیے انھیں دقت ہے۔‘‘ (خطبات محمود جلد نمبر 33 صفحہ 276) آپ نے مخالفت کے باوجود سلسلہ احمدیہ کے ساتھ اخلاص و وفا کا اعلیٰ نمونہ دکھایا اور آپ کی دعاؤں اور کوششوں سے آپ کے گھر کے دیگر افراد بھی آغوش احمدیت میں آ گئے۔

آپ کو سلسلہ احمدیہ کے ساتھ بہت اخلاص تھا اور بڑھ چڑھ کر دینی کاموں میں حصہ لیتے۔ میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کی تقرری برما میں ہوئی اس لحاظ سے گوکہ آپ قادیان سے سینکڑوں میل تھے لیکن مرکز سلسلہ کے ساتھ مضبوط رابطہ تھا، جب صدر انجمن کا نظام قائم ہوا اور باہر کی جماعتوں میں اس کی شاخیں بنیں تو آپ برما جماعت کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ برما میں دیگر مقامات پر بھی کئی دیگر احمدی ملازمت اور روزگار کے سلسلے میں رہائش پذیر تھے، آپ نے برما کے شہر مگوئی (Magway) اور منبو (Minbu) کو جماعت کا سنٹر بنایا اور فورًا اخبار بدر کے ذریعے اعلان کرایا کہ برما میں رہائش پذیر احمدی احباب جلد از جلد اپنے نام اور پتے کی خبر دیں تا کہ باقاعدہ طور پر وہ نظام جماعت کا حصہ بن سکیں، آپ کا یہ اعلان درج ذیل الفاظ میں شائع ہوا:

’’برادران! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ چونکہ ہم نے مگوئی و منبو واقع اپر برما میں انجمن احمدیہ قائم کی ہے اس لیے تمام احمدی احباب کو جو برما احاطہ میں رہتے ہیں بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے مفصل پتہ سے ممنون فرماویں تا کہ ان کو قواعد انجمن احمدیہ سے اطلاع دے کر انجمن ہذا کا ممبر بنایا جاوے، تمام اس قسم کی خط و کتابت میاں نور دین صاحب (پے حوالدار ملٹری پولیس مگوئی) اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن احمدیہ مگوئی سے کرنی چاہیے۔ فقط والسلام

المشتہر غلام دستگیر احمد۔ ہاسپٹل اسسٹنٹ ملٹری ہاسپٹل مینبا

جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ مگوئی و منبو اپر برما‘‘

(اخبار بدر 7/ نومبر 1907ء صفحہ 10 کالم 2)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اپنے ایک سفر راہوں ضلع جالندھر 1909ء کی روداد میں لکھتے ہیں: ’’.....مولوی علی محمد صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو کہ پہلے فارسی مدرس تھے اور اب پنشن لے کر اپنے وطن میں آ بیٹھے ہیں، وہ اپنی پنشن کے متعلق فرماتے تھے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کیونکہ اس صیغہ میں بہت کم کسی کو پنشن ملتی ہے۔ برما میں ڈاکٹر بابو غلام دستگیر صاحب جو اپنی جماعت کے پُر جوش ممبر ہیں، وہ بھی انھیں مولوی صاحب موصوف کے فرزند ارجمند ہیں بلکہ اس خاندان میں سب سے اوّل وہی احمدی ہوئے تھے اور انھیں کی دعاؤں اور کوششوں سے پھر دوسرے صاحبان نے سلسلہ حقہ کی طرف توجہ کی۔‘‘

(بدر 17/ جون 1909ء صفحہ 5)

ایک مرتبہ جناب مولوی محمد علی صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے قادیان میں سکول کی عمارت کے لیے مالی قربانی کا اعلان اخبار بدر میں کیا، جب آپ نے وہ اعلان پڑھا تو نہ صرف خود اس مالی قربانی میں شامل ہوئے بلکہ اخبار بدر میں ایک مضمون کے ذریعہ میڈیکل فیلڈ سے وابستہ اپنے ہم پیشہ احباب کو بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی، چنانچہ آپ اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

’’..... میں آپ کی خدمت میں اس شریف اور نافع الناس پیشہ یعنی میڈیکل پروفیشن کی عزت کا واسطہ دے کر اپیل کرتا ہوں کہ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ کو یاد کر کے ہمیں پوری پوری تنخواہ یعنی ماہوار آمدنی بڑی خوشی سے دے دینی چاہیے کیونکہ یہ کوئی بڑا مطالبہ نہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خدمات کو جب دیکھا جاتا ہے تو ان کے مقابلہ پر ہماری دینی خدمات، ہمارا جوش اشاعت اسلام، ہمارا تقویٰ و طہارت پرِ پشّہ کے برابر بھی نظر نہیں آتا بلکہ شرم آتی ہے کہ ہم مصداق تو بنیں آیت کریمہ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کے اور عملی طور پر ایسے نفس پرست ثابت ہوں کہ ایک ماہ کی آمدنی بھی خوشی سے نہ دے سکیں...... میں اب اپیل کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتا اور بسم اللہ کر کے اپنی ناچیز اور حقیر جیسی رقم یعنی مبلغ پچھتر روپے کو جو کہ میری تنخواہ بمع الاؤنس ہے، مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور دیگر احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بھی فورًا جون سے پہلے پہلے مولوی صاحب کو اپنے اپنے چندہ سے اطلاع دے کر عند اللہ ماجور ہوں.....

آپ کا ناچیز دوست اور مسیح موعود کا ایک ناکارہ غلام

غلام دستگیر احمد۔ ہاسپٹل اسسٹنٹ ہانگ پاوٹ پوسٹ ڈاکخانہ کمائین ضلع مینبا برما

محررہ یکم صفر المظفر 1326ہجری‘‘

(اخبار بدر 9/ اپریل 1908ء صفحہ 5)

حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کے ساتھ پورے خلوص و اطاعت کے ساتھ وابستہ رہے۔ خلافت ثانیہ میں بھی آپ ابھی برما میں ہی تھے اور وہاں انجمن احمدیہ کے جنرل سیکرٹری تھے، 1917ء میں آپ نے ایک مرتبہ پھر اخبار الفضل کے ذریعے برما میں بسنے والے احمدیوں کو نظام جماعت کے ساتھ منسلک ہونے کی تحریک کی اور لکھا ’’براہ نوازش اپنے اپنے مفصل پتہ سے مجھ کو مطلع فرماویں تا کہ ان کو دوسرے احمدی احباب سے واقف کرایا جاوے اور نیز انجمن احمدیہ برما میں ان کو داخل کیا جاوے۔ جماعت میں شامل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، طاقت بڑھتی ہے، ترقی ہوتی ہے، تبلیغ میں آسانی ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بار بار اس امر کی تاکید فرماتے ہیں۔‘‘

(الفضل 26/ مئی 1917ء صفحہ 1)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر پختہ ایمان اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ایک اور مثال نظام وصیت میں شمولیت ہے چنانچہ جب نظام وصیت کا آغاز ہوا تو آپ اور آپ کے گھر والے اس کے ابتدائی شاملین میں سے ہوئے:

سید غلام دستگیر احمد صاحب۔ وصیت نمبر 238

سید علی محمد شاہ صاحب (والد) وصیت نمبر 239 حصہ وصیت 1/5

سکینہ بیگم صاحبہ بنت غلام قادر شاہ صاحب (زوجہ) وصیت نمبر 240 حصہ وصیت 1/3

اولیاء بیگم صاحبہ زوجہ محمد افضل شاہ صاحب (ہمشیرہ) وصیت نمبر 241

آپ کے والد محترم حضرت علی محمد شاہ صاحب سکول میں فارسی کے مدرس تھے جہاں سے ریٹائر ہو کر راہوں ضلع جالندھر میں ہی مقیم تھے کہ مورخہ 19/ جون 1913ء کو وفات پائی۔ میت قادیان نہ آ سکی، بوجہ موصی ہونے کے یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی بہن حضرت اولیاء بیگم صاحبہ زوجہ حضرت محمد افضل شاہ صاحب نے 6/ نومبر 1915ء کو 48 سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔ آپ کے بھائی حضرت سید محمد اشرف صاحبؓ (وفات: 5/ جولائی 1952ء) کا ذکر قبل ازیں اخبار الفضل آن لائن 26/ نومبر 2020ء میں شائع ہو چکا ہے۔

حضرت ڈاکٹر سید غلام دستگیر احمد صاحبؓ نے 13/ دسمبر 1918ء کو بعمر 40 سال برما سے واپسی پر حالت سفر میں وفات پائی، اخبار الفضل نے اعلان وفات دیتے ہوئے لکھا: ’’جناب سید محمد

بقیہ صفحہ 7 پر

مرسلہ: درثمین احمد جرمنی

صحابیاتؓ کا حیا سے متعلق مثالی کردار ہمارے لیے مشعل راہ ہے

قسط پنجم۔ آخری

محترمہ آپا طاہرہ صاحبہ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم کی یادیں بیان کرتے ہوئے تحریر کرتی ہیں کہ ’’آپ رضی اللہ عنہا کو شادی شدہ لڑکیوں کا اچھا پہننا اوڑھنا اور زیور وغیرہ پہننا پسند تھا اس لئے جس روز ہم نے آپؓ کو ملنے جانا تھا حضورؒ نے مجھے خاص طور پر فرمایا کہ آج اچھی طرح سے زیور پہن کر تیار ہونا اور یہ موقع تھا جب آپ رحمہ اللہ نے مجھے خاص طور پر تیار ہونے کے لیے ارشاد فرمایا...... اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پردے اور جائز حدود کے اندر رہتے ہوئے عورت اپنے پہننے اوڑھنے کے شوق کو پورا کرسکتی ہے۔‘‘

(عظیم خواتین و برکات سے وابستہ یادیں خدیجہ رسالہ شمارہ نمبر 2013/1 صفحہ 259)

حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی حیات طیبہ کا ایک اور انتہائی حسین واقعہ ملتا ہے جو کہ انکے پردے اور اعلیٰ اخلاق سے مزین ہے۔ بیان ہوتا ہے کہ ’’...... سب سے پہلے آپؓ ہالینڈ گئیں ...... پھر آپ جرمنی تشریف لے گئیں ...... اخباری نمائندوں نے آپکا انٹرویو لیا آپکی اور فوزیہ (آپ کی بیٹی: ناقل) کی برقع میں تصاویر وہاں کے اخبارات میں شائع ہوئیں ...... 25 اگست 1962ء کو زیورک میں مسجد کا سنگ بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے چھوٹی بیٹی سے رکھوایا گیا ...... آپ کی اس موقع پر بہت سی تصاویر کھینچی گئیں ...... اور چونکہ تصاویر میں سب نے برقع پہنا ہوا تھا اس لیے تبلیغ کا ذریعہ بن گئیں۔ یہ ایک اہم تاریخی واقعہ تھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی کے ہاتھوں سے تثلیث کے مرکز میں خانہ خدا کی بنیاد رکھی گئی۔ لندن سے واپس آنے کے بعد آپ نے فرانس کا بھی سفر کیا۔ اس سفر کا انتظام مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے اپنے کسی دوست کے ذریعے کروایا۔ جہاں آپ اور فوزیہ ٹھہرے تھے وہ انتہائی شریف اور خاندانی لوگ تھے۔ ان کے گھر میں ان کی ایک عزیز بھی ٹھہری ہوئی تھی جو بہت بڑے گورنمنٹ افسر کی بیگم تھی۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور فوزیہ برقعے میں ہوتی تھیں اور وہ شاید ان دونوں کو دقیانوسی سمجھتی تھیں۔ خاتون کے گھر والے بھابھی جان کہتے تھے ...... ایک دن شاپنگ کے دوران بیگم صاحبہ کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ اور وہ اور فوزیہ اسٹور سے جلد باہر آگئیں اور کار میں بیٹھ کر باقی لوگوں کا انتظار کرنے لگیں کافی دیر ہوگئی۔ انتظار کے بعد آئے تو پتہ چلا کہ بھابھی جان کے بیگ سے کچھ ایسی چیزیں نکل آئی جن کی قیمت ادا نہیں ہوئی تھی۔ لیکن حضرت بیگم صاحبہ اور فوزیہ شکر ادا کر رہے تھے کہ اللہ نے مسیح موعود علیہ السلام کے صدقے اس ذلت سے بچالیا ورنہ ہمارے برقعے ان لوگوں کی نظروں میں زیادہ قابل گرفت تھے۔‘‘ (از دخت کرام صفحہ 25 تا 26)

جہاں اس واقعے میں پردہ کی حرمت کو برقرار رکھتے ہوئے تبلیغ اسلام کا ذریعہ بننے کا ذکر مذکور ہے وہیں بظاہر ماڈرن نظر آنے والی خاتون کی اخلاقی پستی کا بخوبی علم ہوجاتا ہے۔

حضرت ام طاہر صاحبہؓ کی حیا کا خوبصورت واقعہ

حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت ام طاہر صاحبہ کی وفات پر میری مریم کے پیار بھرے عنوان سے ایک مفصل مضمون تحریر فرمایا۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’ایک دن شاید 1917ء یا 1918ء کا تھا۔ میں امۃ الحئی مرحومہ کے مکان میں بیت الخلاء سے نکل کر کمرہ کی طرف آرہا تھا۔ راستہ میں ایک چھوٹا سا صحن تھا۔ اس کے ایک طرف لکڑی کی دیوار تھی۔ میں نے دیکھا سفید کپڑوں میں ملبوس لڑکی مجھے دیکھ کر اس لکڑی کی دیوار سے چمٹ گئی ہے اور اپنا سارا لباس سمٹا لیا۔ میں نے کمرے میں جاکر امۃ الحئی مرحومہ سے پوچھا۔ باہر کھڑی لڑکی کون ہے؟ انہوں نے کہا۔ آپ نے پہچانا نہیں ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب کی لڑکی مریم ہے۔ میں نے کہا اس نے تو پردہ کیا تھا۔ اگر سامنے بھی ہوتی تو میں اسے کب پہچان سکتا تھا۔‘‘

(ماخوذ از سوانح فضل عمر حصہ پنجم صفحہ 334)

محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم جمعدار شرافت احمد صاحب پنشنر کارکن دفتر وقف جدید ربوہ حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہؓ کی سیرت کا ایک واقعہ بیان کرتی ہیں جس میں بچیوں کے لئے حیا اور پردے کی پابندی کروانے کا ذکر ملتا ہے جس سے علم ہوتا ہے خواتین مبارکہؓ نہ صرف خود سختی سے اسکی پابندی کرتیں تھیں بلکہ لجنہ کو بھی اسکی پابندی کرواتیں چنانچہ وہ بیان کرتیں ہیں کہ ’’میں نے آپ کو بہت پابند اصول پایا۔ اس وقت آپ کسی کی رعایت نہیں کرتی تھیں۔ بلکہ کڑی نگرانی کرتی تھیں۔ آپ لجنہ اماء اللہ کی صدر تھیں۔ ایک دفعہ لجنہ کی طرف سے حکم ہوا کہ تمام عورتیں پوری آستین والا برقع پہنا کریں۔ ہر ہفتہ آپا جان کے مکان پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ عورتوں میں درس دیتے تھے۔ ایک دفعہ میں غلطی سے سفید آستینوں والا برقہ پہن کر آ گئی۔ آپ نے یہ دیکھ کر غصے سے کہا۔ رشیدہ یہ کیا؟ ابھی واپس جاؤ اور دوسرا برقع پہن کر آؤ۔ میں نے دیکھا کہ آپ ناراض ہیں۔ اور سوچنے لگی کہ اپنے مکان پر محلہ دارالرحمت میں واپس جاؤں تو درس ختم ہوجائے گا۔ اور آپا جان اس برقعے کے ساتھ وہاں بیٹھنے نہیں دیں گی۔ اب کروں تو کیا کروں۔ میں نے نیچے جاکر برقع دربان کی طرف پھینک دیا۔ باباجی اس کو اپنے پاس رکھو۔ اور خود دوپٹہ اوڑھ کر اوپر چلی گئی۔ آپا جان نے مجھے جو اس حالت میں دیکھا تو آپ کو ہنسی آ گئی۔ اور فرمانے لگیں اچھا بیٹھ جاؤ۔ آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا۔

(’’سیرت حضرت سیدہ ام طاہرؓ‘‘ تابعین اصحاب احمد جلد سوم صفحہ 176,175)

حضرت سیدہ عزیز بیگم صاحبہؓ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت میں ’’بڑی پھوپھی جان قمیض کے ساتھ ہمیشہ تنگ پاجامہ پہنتی تھیں۔ ربوہ میں گھر سے باہر پیدل تو شاذ ہی جانا ہوتا۔ اگر کہیں جاتیں تو ان کا نقاب اوڑھنے کا طریقہ عرب خواتین کی طرح کا ہوتا جس سے صاف ظاہر ہوتا کہ یہ کوئی ہندوستان کی خاتون نہیں ہے۔‘‘

(مضمون مکرم سید کمال یوسف صاحب سابق مبلغ سلسلہ احمدیہ ناروے)۔ (بحوالہ خدیجہ شمارہ 2013/1ء سیرت خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خواتین مبارکہ صفحہ 246)

حضرت سیدہ ناصرہ بیگمؓ

حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہؓ پردہ کی بہت پابند تھیں جب کبھی باہر تشریف لے جاتیں چہرے پر نقاب ڈال کر گاڑی میں بیٹھتیں۔ اور ہاتھوں پر دستانے بھی پہنتیں۔

(بحوالہ خدیجہ شمارہ 2013/1ء سیرت خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوہ والسلام اور خواتین مبارکہ صفحہ 354)

واقعہ امۃ الحئیؓ صاحبہ

ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے آپ کو آٹھ نو سال کی عمر میں دیکھا تھا۔ آپ ہر وقت سر پر سفید سکارف پہنے رکھتیں کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ان کو ننگے سر پھرنے سے منع کرتے تھے۔ (بحوالہ امۃ الحئیؓ صفحہ 5)

پردے میں خواتین کے لئے درس کا انتظام

’’حضرت ڈاکٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے گھر والوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مرد تو آپ کی تقریر بھی سنتے ہیں اور درس بھی لیکن ہم مستورات اس فیض سے محروم ہیں ہم پر کچھ عنایت ہونی چاہئے کہ ہم بھی آپؑ کی صحبت سے کچھ فیض حاصل کریں۔ اس سے پہلے حضور علیہ السلام نے کبھی عورتوں میں تقریر یا درس نہیں دیا تھا مگر ان کی التجا اور شوق کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کو جمع کر کے روزانہ تقریر شروع فرمادیں جو بطور درس تھی، چند روز بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر بزرگ بھی عورتوں میں درس دیا کریں۔ چنانچہ عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ درس کے لئے بیٹھے اور سب عورتیں جمع ہوئیں کیونکہ مولوی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت بڑی آزاد اور بے دھڑک تھی۔ تقریر کے شروع میں فرمانے لگے کہ اے مستورات! افسوس ہے کہ تم میں سے کوئی ایسی ...... عورت نہ تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تقریر یا درس کے لئے توجہ دلاتی اور تحریک کرتی...... اب شاہ صاحب کی ...... بیوی ایسی ہیں جس نے اس کار خیر کے لیے حضور علیہ السلام کو توجہ دلائی اور تقریر کرنے پر آمادہ کیا۔ تمہیں ان کا نمونہ اختیار کرنا چاہیے نیز حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ بھی اپنی تقریر اور درس فرمانے لگے اس وقت سے مستورات میں مستقل طور پر درس کا سلسلہ جاری ہوگیا۔

(ماخوذ از سیرت مہدی جلد اول حصہ سوم صفحہ 776, 777 روایت 882)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے 1925ء میں مدرسۃ الخواتین قائم فرمایا ...... تو اس کلاس کو حضرت صاحب کے علاوہ مرد عالم دوہری چقیں ڈال کر یعنی مکمل پردہ کی رعایت سے پڑھاتے تھے۔

(بحوالہ خدیجہ سیرت صحابیات نمبر شمارہ نمبر 2018/1ء صفحہ 106)

دیگر صحابیات کے پردے کے نمونے

ایک صحابیہ کی حیا کا واقعہ

حضرت سیدہ زینب بیگم صاحبہؓ روایت کرتی ہیں کہ ’’ایک دفعہ جب حضور علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے گئے تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ مجھے خفقان کا سخت دورہ تھا۔ میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہ کرسکتی تھی۔ مگر میرا دل چاہتا تھا کہ میری بیماری سے کسی طرح حضور کو علم ہوجائے تاکہ حضورؑ میرے لئے دعا کریں۔ میں حضورؑ کی خدمت کر رہی تھی...... کہ حضورؑ نے فرمایا تم کو خفقان کی بیماری ہے ہم دعا کریں گے

تم کچھ ورزش کیا کرو اور پیدل چلا کرو۔ مجھ کو یہ پیدل چلنا سخت مصیبت اور ہلاکت معلوم ہوتی تھی۔ مگر خدا کی قدرت جوں جوں میں پیدل چلتی تھی آرام معلوم ہوتا تھا...... دوسرے روز پھر میں پیدل حضور کی زیارت کو آئی تو دورہ خفقان جاتا رہا اور بالکل آرام آ گیا۔''

(ماخوذ از تابعین اصحاب احمد مصنفہ ملک صلاح الدین جلد دوم ستمبر 1990ء صفحہ 29)

سیرت مبارکہ بیگم محمد سرور شاہ صاحب میں مذکور ہے کہ ''اماں جی گھر سے باہر کم نکلتیں۔ آخر عمر تک باپردہ گھر سے جاتیں۔ اگر جانا ہوتا تو ٹوپی والا برقعہ پہن کر جاتیں صحت ماشاء اللہ آخر وقت تک ایسی رہی جیسے بڑھاپا انتظار میں تھک گیا ہو۔ بڑی عمر میں سر کے بالوں میں چاندی اترنے کی بجائے سیاہی لوٹ آئی۔''

(بحوالہ بیگمات سید محمد سرور شاہ صاحب صفحہ 15,14)

سیرت حضرت نواب بی بی صاحبہ المعروف ماں جی میں مذکور ہے۔ ماں جی کے گاؤں اور علاقہ کا ہر چھوٹا بڑا ان کا بہت احترام کرتا تھا یہاں تک کہ جب آپ کسی کے گھر جاتیں یا گلی میں سے گزر رہی ہوتیں تو عورتیں اور بچیاں احتراماً اپنے ڈوپٹے ٹھیک کر لیتی کہ ماں جی آ رہی ہیں پردہ درست نہ ہونے پر کہیں ناراض نہ ہوں۔

(بحوالہ خدیجہ جرمنی شمارہ نمبر 2018/1 صفحہ 80)

واقعہ بوزینبؓ

آپ بہت پردہ کی پابند تھیں۔ سیرت صحابیات کے مطالعے سے اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ حیا اور پردے کی تقدس کو قائم رکھ کر جب عورت تیار ہو تو انہیں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بات مومن عورتوں کے دل کو بہت بھاتی ہے جیسا کہ حضرت بوزینبؓ کی سیرت میں ایک واقعہ درج ہے کہ ''نہیں شادی شدہ لڑکیوں کا سجے سنورے رہنا پسند تھا۔ خوشبوؤں میں بسی سجی سنوری لڑکیوں پر انہیں بہت پیار آتا۔''

(ماخوذ: سیرت بوزینبؓ صفحہ 19 از۔ امتہ الشکور شکری)

سیرت محمودہ بیگم صاحبہؓ

اسی طرح ایک واقعہ سیرت وسوانح محمودہ بیگم صاحبہ میں مذکور ہے کہ آپ انتہائی حیادار اور باپردہ خاتون تھیں۔ ان کے بارے میں روایت ہے کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جان سے خاص تعلق تھا... بہت کم اس زمانہ میں بات کرتے بڑوں سے میں نے ان کو دیکھا۔ شام کو باہر صحن میں آنا تو مؤدب ہو کر بیٹھنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے بھی دوپٹہ بہت لپیٹ کر اوڑھے رکھنا ان کا طریقہ تھا۔ جیسے پنجابی میں دوہری بکل کہتے ہیں۔ آپ لڑکیوں نے شاید یہ طریقہ دیکھا ہی نہ ہو۔ اسی صورت میں ڈوپٹہ اوڑھ کر صحن میں نکلتی تھیں۔ یہ ایک طرح کا گھر کا پردہ ہی ہوتا ہے۔ حالانکہ اس وقت شروع میں پردہ والا کوئی خاص گھر میں نہ ہوتا تھا۔

(محمودہ بیگم صاحبہ صفحہ 4 از مبشرہ بشارت)

حضرت غلام فاطمہؓ کی حیات مبارکہ کا واقعہ ہے کہ آپؓ میں حیا کا بہت مادہ تھا۔ پہلے جب ٹوپی والا برقعہ ہوتا تھا تو اسے آپؓ سلیقے سے اوڑھتی تھیں۔ بعد میں عام نقاب والے برقعے آئے تو وہ پہنے اور زندگی کے آخری لمحات تک برقعے کی پابندی کی۔

ایک اور واقعہ میں مذکور ہے کہ ''وہ ہمیشہ ڈوپٹے کو بہت سلیقے سے اوڑھتیں۔ دن ہو یا رات سر ڈھکا رہتا۔ ایک دفعہ ایک عزیزہ غلام فاطمہؓ بیگم صاحب سے ملنے آئیں تو فوراً اپنا اٹیچی کیس کھلوا کر ایک خوبصورت عمدہ سفید دوپٹہ نکال کر دیا کہ اسے اوڑھیں۔ ایک بچی کو کہا کہ اسے دوپٹہ اوڑھنا سکھاؤ کہ کس طرح سر ڈھکتا ہے۔ ہماری بہو بیٹیاں سر ڈھک کر رہتی ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک بچی کو بغیر دوپٹے کے دیکھا وہ ایران سے آئی تھی تو اسے احساس دلانے کے لیے کہا: کیا تم اپنا دوپٹہ شاہ ایران کو دے آئی ہو یعنی آپؓ غلطی کی اصلاح سامنے کر دینا زیادہ مناسب خیال کرتی تھیں بجائے اس کی کمزوری کو پیٹھ پیچھے بیان کرنے کے۔''

(ماخوذ از سیرت غلام فاطمہ و میمونہ بیگم صفحہ 13 تا 15)

حیا کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''پھر اپنے آپ کو باحیا بنانا ہے کیونکہ یہ بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ حیا بھی ایمان کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو جس طرح اپنے آپ کو ڈھانپنے کا حکم دیا ہے اس طرح احتیاط سے ڈھانپ کر رکھنا چاہئے۔ زینت ظاہر نہ ہو۔ حیا کا تصور ہر قوم میں ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ آج مغرب میں جو بے حیائی پھیل رہی ہے اس سے کسی احمدی لڑکی کو کسی احمدی بچی کو کبھی متاثر نہیں ہونا چاہئے۔''

(خطاب لجنہ یو کے 20 نومبر 2005ء)

''...... پس یہ ہے ایک حقیقی مسلمان لڑکی کی شان اور اطاعت کا معیار اور یہ ہے ایک مسلمان لڑکے کے تقویٰ کا معیار کہ دین کو ہر صورت میں دنیا پر مقدم کیا۔ کیا ہمارے معیار یہ ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتے کے وقت تم لڑکی کی شکل اور صورت دیکھتے ہو، اس کی دولت دیکھتے ہو، اس کا خاندان دیکھتے ہو، خوبصورت ہے، دولت مند ہے یا اچھے خاندان کی بیوی تمہیں ملے۔ لیکن فرمایا کہ اصل چیز جو تمہیں دیکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ تم دیکھو کہ اس میں نیکی اور تقویٰ ہے۔ تم اس کا دین دیکھو۔''

(صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین حدیث 5090)

پس جیسا کہ پہلے بھی ایک صحابیہ کے حوالے سے ذکر ہوا ہے کہ بناؤ سنورنا، زیور پہننا اس نے اس لیے نہیں کیا کہ اس کے خاوند کی اس پر توجہ نہیں تھی۔ بننا سنورنا زیور پہننا منع نہیں ہے مگر اس پر فخر کرنا اور اس کا غیر ضروری اور نامناسب اظہار کرنا یہ غلط ہے۔ خوشی کے موقعے پر لڑکیاں عورتیں بنتی سنورتی ہیں اور یہ جائز ہے مگر اس کا اظہار صرف محرم رشتوں کے سامنے ہو نہ یہ کہ سڑکوں اور بازاروں میں پھریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب الحیاء من الایمان حدیث 24)

ایک احمدی کو مرد ہو یا عورت اس طرح اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر آخرین میں شامل ہو کر پہلوں سے ملنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہوں یا کر رہی ہوں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تم صحیح رنگ میں میری پیروی کرو گے تو پھر جو کچھ صحابہ نے دیکھا تم بھی دیکھو گے۔ (درثمین اردو صفحہ 56) اور میری پیروی الٰہی احکامات پر چلنے میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں۔ اس رہنمائی پر عمل کرنے میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی بتایا ہے کہ یہ ورلی زندگی مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ہے، دھوکے کا عارضی سامان ہے۔ پس عارضی سامان کے پیچھے ہم کیوں اپنی زندگیاں برباد کر رہے ہیں۔''

(روزنامہ الفضل 24 دسمبر 2019ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی بچیوں کو خاص توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

''پس ہر احمدی بچی کو اگر وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرتی ہے۔ اپنے عملوں کی نیک جزا چاہتی ہے تو اپنی حیا کی بھی حفاظت کرنی ہوگی۔ احمدی بچی کا لباس بھی حیادار ہونا چاہئے نہ کہ ایسا کہ لوگوں کی آپ کی طرف توجہ ہو۔''

(جلسہ سالانہ جرمنی 2 جون 2012ء)

وہ عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا

اظہار تشکر

محترم قارئین کرام! الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ خدا کے فضل واحسان اور اس کی تائید ونصرت سے ''صحابیاتؓ کا حیا سے متعلق مثالی کردار ہمارے لیے مشعل راہ ہے'' کے عنوان کے تحت ایک مضمون کو سینہ قرطاس پر بکھرنے کے لئے نوکِ قلم کو جنبش دی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کی طرح صحابیات رضوان اللہ عنہن نے جس طرح اپنے نیک افعال سے مسابقت الخیر کے باب رقم کئے ہیں وہ یقیناً دورحاضر میں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ میدان جنگ سے لیکر علوم وفنون کی ترقی میں صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے بیٹوں، اپنے شوہروں اپنے بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی اعلیٰ اقدار کی حفاظت کرنے والی، اپنے پردے اور حیا کے تقدس کا خیال کرتیں نظر آتی ہیں۔ غرض مذہبی، سیاسی، جنگی اور معاشرتی خدمات کے حوالے سے صحابیات رضوان اللہ عنہن کے نمایاں اور احسن کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا اور انکا یہ کردار تمام مسلمان خواتین کے لئے مشعل راہ رہے گا۔ مضمون ہذا میں خاکسار نے ایک حقیر سی کوشش کی ہے کہ ان صحابیاتؓ کی حیا اور پردہ کے متعلق واقعات کو یکجا کر کے ایک مضمون کی شکل میں آپکے سامنے پیش کرسکوں تا کہ ہماری آنے والی اور موجودہ نسلیں ان واقعات کو پڑھ کر ان سے سبق حاصل کریں اور اپنی حیا اور پردے کے تقدس کو قائم رکھتے ہوئے اپنی اور اپنی اولاد کی نیک تربیت کے ساتھ تبلیغ اسلام کا اولین فریضہ سرانجام دے سکیں۔ اگرچہ تمام صحابیات مبارکہ رضوان اللہ عنہن کے نمونے ہمارے لئے مشعل راہ ہیں، خاکسار نے کوشش کی ہے کہ چند ایک نمونے آپکی خدمت میں پیش کرسکوں۔ اس سلسلہ میں جماعتی کتب کے علاوہ چند دیگر مشہور ومعروف کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ واقعات آپکے سامنے پیش کیا جا سکے۔ چند احادیث بھی دیگر کتب کے تراجم سے پیش کی گئیں ہیں۔

آخر میں خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ میری اس حقیر سی کوشش کو قبول فرمائے۔ (آمین)

☆...☆...☆

مراسلہ م۔ ع۔ شاہد (جرمنی)

ڈیوٹی کی اہمیت اور ادائیگی کے 2 ایمان افروز واقعات

تعارف

مکرم و محترم شیخ ریاض محمود صاحب لاہور جماعت کے انتہائی ابتدائی فدائی اور مخلصین احباب میں نمایاں مقام رکھتے ہیں، آج کل کینڈا میں مقیم ہیں، خاکسار کا ان سے لاہور سے کئی دہائیوں سے تعلق ہے، ہمیں لاہور کے تین امراء صاحبان کی مجالس عاملہ میں بھی ایک ساتھ کام کرنے کا موقع ملا، دارالذکر میں سال ہا سال سے ہم ایک ساتھ رابطے اور تعلق میں رہے تھے، وہ آج کل کینڈا میں مقیم ہیں جبکہ خاکسار جرمنی میں رہائش رکھتا ہے، کرونا کی وجہ زندگی کے معاملات رک چکے ہیں اور گھروں تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں تو ہم ٹیلی فون پر ہی گھنٹوں لاہور کی باتیں کرتے رہتے ہیں، اسی دوران خاکسار نے محترم شیخ صاحب سے ان کے دور کی گزری، بیتی باتیں اور واقعات سنے اور لکھ لئے، یعنی ان کے نوٹس لے لئے۔ کیونکہ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور شہر کے بعد جماعت احمدیہ لاہور کے حوالے سے محترم شیخ صاحب کو گرانقدر خدمات کی توفیق ملی جس میں دارالذکر کی توسیع اور تعمیر قابل ذکر ہے۔ لاہور میں آپ کا تعلق جماعت سلطان پورہ سے تھا، اسی جماعت کی لمبا عرصہ تک صدارت کی توفیق بھی ملی تھی۔ 1960 کے عشرہ میں سید حضرت اللہ پاشا صاحب قائد مجلس شہر کے ساتھ بحیثیت نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ شہر خدمت دین کا سلسلہ شروع کیا تھا اور بعد ازاں آپ قائد مجلس شہر منتخب ہوئے اور 1967 تک قائد مجلس شہر و ضلع کی ذمہ داری نبھانے کی توفیق ملی تھی۔ جب لاہور میں ''دارالذکر'' کی بنیاد رکھی گئی تو بھی آپ اس موقع پر موجود تھے اور تہہ خانہ کی کھدائی میں دیگر احباب کے ساتھ وقار عمل میں حصہ لیا تھا، بعد ازاں 1988 کے بعد مکرم میاں نذیر احمد صاحب انجینئر کی نگرانی میں ''دارلذکر'' کی تعمیر و توسیع کے کاموں میں معاونت کی، مکرم میاں نذیر احمد صاحب انجینئر کی وفات کے بعد مکرم حمید نصر اللہ خان صاحب امیر لاہور کی نگرانی میں دارالذکر کے گیسٹ ہاؤس اور نئے دفاتر کی تعمیرات مکمل کرائی تھیں۔ آپ نے ایک دہائی سے زیادہ عرصہ تک سیکرٹری ضیافت کی ذمہ داری نبھائی، مکرم میجر عبد الطیف صاحب کی وفات کے بعد مکرم حمید نصر اللہ خان صاحب، مکرم شیخ منیر احمد صاحب اور 28 مئی 2010 کو آپ کی شہادت کے بعد مکرم ملک طاہر احمد صاحب کے ساتھ بحیثیت نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور خدمت دین کی توفیق ملی اور آج کل کینڈا میں مقیم ہیں اور اسسٹنٹ سیکرٹری امور عامہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ خاکسار کے پر زور اصرار پر آپ نے تحدیث نعمت کے طور پر اپنے دور کے دو اہم واقعات بیان کئے ہیں ان کا واحد مقصد صرف یہ ہے کہ آج کے دور کے خدام اور دیگر ڈیوٹی دینے والے احباب کو اپنی ذمہ داریوں کی اہمیت کا احساس ہوتا رہے اور وہ ہمیشہ اس کو پیش نظر رکھیں۔

پہلا واقعہ

مکرم شیخ ریاض محمود صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''یہ واقعہ میری زندگی کے ابتدائی سالوں کا ہے جس نے میری تربیت اور معیار اطاعت کی مضبوط بنیاد فراہم کی تھی۔ قادیان سے ہجرت کے بعد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیشتر افراد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ لاہور رتن باغ کی کوٹھی اور دیگر قریبی عمارتوں میں قیام پذیر تھے، سامنے جودھامل بلڈنگ تھی، حضرت امیر المومنین کی قیام گاہ کے باہر گیٹ پر حفاظتی مقاصد کے پیش نظر لاہور کے خدام کی ڈیوٹی ہوا کرتی تھی۔ میری عمر اس وقت تیرہ، چودہ سال کی تھی۔ ایک روز مجھے بھی اپنے والد صاحب کے ہمراہ رتن باغ جانے کا موقع ملا، گیٹ پر ڈیوٹی والے چند خدام کھڑے تھے جن میں مکرم میاں محمد یحیٰ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور شہر، مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی صاحب، مکرم میاں عبدالقیوم صاحب، مکرم ٹھیکیدار شریف صاحب شامل تھے، مجھے بھی گیٹ پر کھڑے ہونے کا موقع ملا تھا، میں ادھر گیٹ پر ہی کھڑا تھا کہ ہم نے دیکھا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب دیگر احباب کے ہمراہ جودھامل بلڈنگ سے رتن باغ کی طرف اندر جانے کے لئے تشریف لائے، جب آپ اندر جانے لگے تو ڈیوٹی انچارج مکرم میاں محمد یحیٰ صاحب قائد مجلس نے انتہائی ادب سے آگے بڑھ کر پوچھا ''کوڈ''؟ اس پر حضرت میاں صاحب نے فرمایا مجھے نہیں جانتے؟ قائد صاحب نے عرض کی کہ ضرور جانتا ہوں مگر ''کوڈ'' بتائیں، اس پر میاں صاحب نے جو بھی کوڈ تھا، وہ بتایا، اس پر قائد صاحب نے عرض کیا کہ اب آپ تشریف لے جاسکتے ہیں اور راستہ چھوڑ دیا، اس پر حضرت میاں صاحب نے ناراضگی کا اظہار کرنے کی بجائے شاباش دی اور کہا ''کہ اگر آپ مجھے کوڈ پوچھے بغیر اندر جانے دیتے تو میں تمہیں ابھی ڈیوٹی سے فارغ کر دیتا''۔ اس واقعہ کا مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی صاحب بھی کئی دفعہ ذکر کرتے رہے تھے۔ اس واقعہ سے ڈیوٹی اور فرض کی اہمیت اور ادائیگی کا یہ واقع میری زندگی میں ایسی تربیت کا موجب بنا تھا اور انداز تربیت کی بھی راہنمائی حاصل ہوئی تھی الحمدللہ۔

دوسرا واقعہ

ڈیوٹی کے دوران فرائض کی ادائیگی کے بارے میں دوسرے واقعہ کی تفصیل کچھ یوں بیان کرتے ہیں ''یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب میں مجلس خدام الاحمدیہ لاہور شہر کا قائد ہوا کرتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنی خلافت کے بعد پہلی بار لاہور تشریف لائے تھے اور جمعہ کی ادائیگی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد دارالذکر کمیٹی کے ساتھ۔ دائیں سے بائیں۔ چوہدری محمد نواز صاحب۔ چوہدری فتح محمد صاحب۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ۔ چوہدری محمد اسد اللہ خان صاحب۔ میاں نذیر احمد صاحب انجینئر۔ (بیٹھے ہوئے) درمیان میں۔ شیخ ریاض محمود صاحب۔

دارالذکر میں ادا فرمائی تھی اور واپس پام ویو کوٹھی نواب زادہ میاں عباس احمد خان صاحب کی رہائش گاہ پر جانا تھا۔ حفاظتی گروپ کے انچارج مکرم چوہدری رشید احمد صاحب المعروف رشید تھانیدار تھے، یہ پائلٹ گروپ موٹر سائیکلوں اور سکوٹروں پر دارالذکر کے بالکل سامنے تیار کھڑا تھا، میں دارالذکر کے باہر کی دیوار کے ساتھ اس جگہ کھڑا تھا جہاں ''دارلذکر'' کا بورڈ دیوار پر لگا ہوا کرتا تھا، حضور رحمہ اللہ کی گاڑی جب دارالذکر سے باہر نکلی تو میری نظر اچانک سامنے سڑک پر پڑی جہاں گجروں کا ایک تانگہ تیز رفتاری سے اسٹیشن کی طرف سے دوڑا چلا آرہا تھا، وہ اتنا تیز تھا کہ اس کا فوری طور پر رکنا بھی ممکن نہ تھا، حضورؒ کی کار سڑک پر پہنچ چکی تھی، اس پوزیشن کو دیکھ کر میں نے اپنے سکوٹر کو جو پہلے ہی سٹارٹ تھا، گجروں کے تانگہ کے آگے کر دیا تانگہ بھی رک گیا اور گھوڑا بھی گر گیا اور اس گھوڑے کی ٹانگوں سے ٹکرانے کے بعد میں بھی گر گیا تھا، لیکن اس طرح حضور انور کی گاڑی بحفاظت اپنی منزل کی طرف چلی گئی تھی، مجھے معمولی چوٹیں آئی تھیں مگر سب خیریت رہی تھی۔ حضور نے اس واقعہ کو گاڑی میں سے دیکھ لیا تھا اور کوٹھی پام ویو پہنچتے ہی ایک خادم کے ذریعے مجھے بلوایا اور فرمایا ''تم نے یہ کیا حرکت کی تھی''۔ میں نے عرض کیا حضور اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا، اس پر حضور نے از راہ شفقت مسکرا کر فرمایا کہ ''اگر تم کو کچھ ہو جاتا''؟ میں نے خوفزدہ حالت میں عرض کی کہ ''حضور کی حفاظت میرا فرض تھا''۔ اس کے بعد حضور نے از راہ شفقت مسکراتے ہوئے فرمایا ''میں شاباش دیتا ہوں، فرض کی ادائیگی میں تم نے اپنی ذمہ داری پوری کی ہے مگر اپنی ذات کی حفاظت بھی ضروری ہے'' دعا کے بعد حضور نے خاکسار کو جانے کی اجازت دی۔

بقیہ: حضرت ڈاکٹر سید غلام دستگیر صاحبؓ...... از صفحہ 4

اشرف صاحب کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب جو برہما میں ڈاکٹر تھے، ہندوستان واپس ہوتے ہوئے جہاز میں ہی فوت ہوگئے اور کلکتہ میں دفن کیے گئے۔ مرحوم نہایت مخلص اور پُر جوش احمدی تھے۔'' (الفضل 28/ دسمبر 1918ء صفحہ 2) چونکہ آپ موصی تھے، آپ کا یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت سکینہ بیگم صاحبہ نے 24/ فروری 1917ء کو وفات پائی، اخبار الفضل نے لکھا:

''ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب سب اسسٹنٹ سرجن ملک برہما اپنی بیوی صاحبہ کی فوتیدگی کی اطلاع دیتے ہوئے درخواست نماز جنازہ کرتے ہیں۔'' (الفضل 31/ مارچ 1917ء صفحہ 2) جیسا کہ ذکر ہوا آپ کی اہلیہ بھی موصیہ تھیں، حصہ وصیت 1/3 تھا، ان کا یادگاری کتبہ بھی بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔

آپ کی اولاد میں چھ بیٹیاں سیدہ محمودہ صاحبہ اہلیہ سید محمد اقبال حسین صاحب، سیدہ امۃ اللہ صاحبہ، سیدہ صفیہ صاحبہ، سیدہ عائشہ صاحبہ، سیدہ احمدی بیگم صاحبہ اور سیدہ رضیہ صاحبہ تھیں۔ سیدہ محمودہ صاحبہ کے بیٹے محترم سید منصور احمد بشیر صاحب مبلغ سلسلہ تھے۔

نوٹ: آپ کی تصویر اور اولاد کی تفصیل مکرم میجر ظفر محمود ملک صاحب حال ٹورانٹو (نواسہ حضرت سید محمد اشرف صاحبؓ) نے مہیا فرمائی ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ از فہیم احمد خادم نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن گھانا

رپورٹ مقابلہ تلاوت قرآن مجید جامعۃ المبشرین گھانا

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تعلیمی سال 2021ء کا پہلا مقابلہ مؤرخہ ۲ فروری بروز منگل کروایا گیا جو قرآن مجید کی تلاوت کا تھا۔ جامعہ کے ہال کو اور سٹیج کو بینرز سے سجایا گیا۔ طلباء کو مسابقت کی غرض کے لئے چار گروپس میں تقسیم کیا گیا ہے، صداقت، امانت، دیانت اور شجاعت۔ ہر گروپ سے تین تین طلباء نے حصہ لیا۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا جو عزیزم سلیمان موسیٰ نے کی جو نائیجر سے ہیں۔ مجلس علمی کے انچارج مکرم رضوان کوثر صاحب نے مقابلہ کے قواعد پڑھ کر سنائے۔ اس مقابلہ کے منصفین مکرم حافظ لبیب عبداللہ صاحب اور مکرم شیخ ابراہیم شحا صاحب تھے۔ اول الذکر گھانا سے ہی تعلق رکھتے ہیں اور ثانی الذکر لیبیا سے وقف کر کے حسبِ حکم یہاں فرائض سرانجام دینے آئے ہیں۔ ہر دو احباب جامعہ کے اساتذہ ہیں۔

تلاوت کے لئے سورہ بنی اسرئیل کی آیت 79 تا 81 کا حصہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس مقابلہ میں سینیگال کے عزیزم خالد سَل اول رہے۔ یہ شجاعت گروپ سے ہیں۔ دوم سینیگال کے ہی عزیزم عبدالعزیز با رہے جو دیانت گروپ سے ہیں اور سوم گھانا کے طالب علم عزیزم ناصر یحیٰ رہے جن کا تعلق شجاعت گروپ سے ہے۔ مکرم حافظ لبیب عبد اللہ صاحب نے نتیجہ کا اعلان کیا اور مکرم شیخ ابراہیم شحا صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ منصفین کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

آخر پر مجلس علمی کے انچارج مکرم رضوان کوثر صاحب اور ان کے معاونین جو طلباء میں سے ہیں کے لئے دعا کی درخواست ہے جنہوں نے یہ مقابلہ منعقد کیا۔

☆…☆…☆

بقیہ: دربارِ خلافت…… از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت…… از صفحہ 2

کے ساتھ اسے برداشت کریں۔ قرآنِ کریم ان پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی غالب آئیں گے۔ آخر کار کامیاب وہی ہوتا ہے جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآنِ کریم کے ساتھ، اس تعلیم کے ساتھ نصیحت کرتا چلا جا، تنبیہ کرتا چلا جا۔ پس جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس نصیحت اور تنبیہ سے ڈر کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والا بن جائے گا۔

پھر خدا تعالیٰ نے دشمن کی زبان درازیوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا رویہ اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاصۡبِرۡ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسۡتَعۡجِلۡ لَّہُمۡ۔ کَاَنَّہُمۡ یَوۡمَ یَرَوۡنَ مَا یُوۡعَدُوۡنَ لَمۡ یَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَۃً مِّنۡ نَّہَارٍ۔ بَلٰغٌ۔ فَہَلۡ یُہۡلَکُ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (احقاف: 36) پس صبر کر جیسے اولوا العزم رسولوں نے صبر کیا اور ان کے بارہ میں جلد بازی سے کام نہ لے۔ جس دن وہ اسے دیکھیں گے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے تو یوں لگے گا جیسے دن کی ایک گھڑی سے زیادہ وہ انتظار میں نہیں رہے۔ پیغام پہنچایا جا چکا ہے۔ پس کیا بدکرداروں کے سوا بھی کوئی قوم ہلاک کی جاتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 28/ جنوری 2011ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت…… از صفحہ 1

کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار)

تو اعلیٰ اخلاق بھی ایمان کی نشانی ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کی قسم کھائی ہے۔ ہم جو آپؐ کی امت میں شمار ہوتے ہیں ہم نے بھی انہیں قدموں کی پیروی کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا بڑا واضح حکم ہے کہ تم اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جو میرا پیارا رسول ہے، اس کے اُسوۂ حسنہ پر چلو۔ اور آپؐ نے ہمیں فرمایا کہ اگر میری پیروی کرنے والے شمار ہونا ہے تو ہمیشہ تمہارے منہ سے عزیزوں، رشتہ داروں، قریبیوں، تعلق داروں اور ہر ایک کے بارے میں خیر کے کلمات نکلنے چاہئیں۔ پھر پڑوسی کے ساتھ بھی عزت اور احترام کا سلوک ہے۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ ہمیں شک پڑتا تھا کہ جس طرح پڑوسی کے حقوق کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں اور ہمیں بتایا جاتا ہے کہ کہیں وہ ہمارے وارث ہی نہ ٹھہر جائیں، وراثت میں بھی ان کا حصہ نہ ہو۔ پھر اس میں مہمان کا احترام کرنا بھی بتایا ہے اور پھر جو مہمان ہیں وہ تو تمہارے قریب آ کر جب ساتھ رہنے لگ گئے تو ہمسائے بھی بن گئے اس لئے مہمان کا تو دوہرا حق ہو گیا کہ ایک مہمان اور دوسرے جب تک یہاں ہیں تمہارے ہمسائے بھی ہیں۔ اور ان کے بارے میں تمہارے منہ سے کوئی بھی ایسی بات نہیں نکلنی چاہئے جو ان لوگوں کی دل آزاری کا باعث بنے، کسی تکلیف کا باعث بنے۔

(خطبہ جمعہ 23/ جولائی 2004ء)

طلوع وغروب آفتاب

25 مارچ 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:04	18:33
مدینہ منورہ	05:02	18:35
قادیان	05:04	18:43
ربوہ	04:44	18:23
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:25	18:25